سوال

(136) سر فراز خان صفدر کا علمی و تحقیقی مقام!

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سر فراز خان صفدر دیوبندی نے ایک کتاب لکھی ہے: ''مقام ابی حنیفہ''

اس کتاب میں انہوں نے امام ابوحنیفہ کی تعریف و توثیق کے بارے میں بہت سے محدثین کرام کے اقوال لکھے ہیں اور کتابوں کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ کیا یہ اقوال ان محدثین کرام سے ثابت ہیں، جن کا سر فراز خان صفدر مذکور نے ذکر کیا ہے؟

کسی ڈاکٹر انوار احمد اعجاز (؟) نے سر فراز خان کے بارے میں لکھا ہے:

''امام اہل سنت شیخ الحدیث مولانا سر فراز خان صفدرؒ کا نام نامی ملت اسلامیہ میں اپنے تحقیقی و علمی کام کی بدولت ہمیشہ زندہ رہے گا۔ آپ نے ۵۰ کے قریب کتب یادگار چھوڑی ہیں جن کا علمی و تحقیقی معیار نہایت بلند ہے۔

۔۔۔ لیکن ''احسن الکلام''، ''تسکین الصدور''، ''اظہار العیب''، ''الکلام المفید''، ''راہ سنت''، ''شوق حدیث''، ''طائفہ منصورہ'' اور ''مقام ابی حنیفہ'' میں جس انداز سے علمی و تحقیقی اور فنی کمالات کا مظاہرہ کیا گیا ہے، اس کی بدولت ان تصنیفات نے برصغیر کے سبھی دینی مفکرین سے بے پناہ داد پائی، خاص طور پر ''مقام ابی حنیفہ'' تو ایک ایسا شاہکار ہے کہ اس کی نظیر شاید ہی پش کی جاسکے۔'' (دیوبندی رسالے: الشریعہ کا سر فراز خان صفدر نمبر ص ۲۰۳، بمطابق جولائی تا اکتوبر ۲۰۰۹ء)

کیا درج بالا باتیں صحیح ہیں اور کیا واقعی مقام ابی حنیفہ نامی کتاب میں علمی و تحقیقی اور فنی کمالات کا مظاہرہ کیا گیا ہے؟

غیر جانبدارانہ تحقیق اور انصاف سے جواب دیں۔ جزاکم اللہ خیرا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین، اما بعد:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: واذا قلتم فاعدلوا

اورجب تم بات کروتوعدل (انصاف) کرو۔ (الانعام: ۱۵۲)

نیزفرمایا: ولایجرمنکم شنان قوم علی الاتعدلوااعدلوہواقرب للتقوی کسی قوم کی دشمنی تمھیں اس پر نہ اکسائے کہ تم انصاف نہ کرو۔ (بلکہ) عدل وانصاف کرو، یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ (المائدہ: ۸)

اس اصول کودل وجان سے پیشِ نظررکھتے ہوئے آپ کے خط کاجواب درج ذیل ہے: جوکتابیں اپنے مصنفین سے ثابت ہیں، ان کی دو قسمیں ہیں:

اول: کتاب کے مصنف نے یہ شرط لگائی ہے کہ میری کتاب کی ہرروایت اورہرقول میرے نزدیک باسند صحیح ثابت ہے مثلاً صحیح بخاری و صحیح مسلم کی تمام مرفوع مسند متصل احادیث۔ اگرایسی کتاب کوامت کابالاتفاق تلقی بالقبول حاصل ہوتواس کی روایات پر اعتماد کیاجاتاہے اوربغیرکسی خوف کے ان روایات کاحوالہ دیناجائز ہے۔

دوم: کتاب کے مصنف نے صحیح یاضعیف کی کوئی شرط نہیں لگائی بلکہ کسی خاص مقصد کےلیے ہرقسم کی روایات یااقوال جمع کرکے لکھ دیئے مثلاًتاریخ بغداد للخطیب البغدادی، الانتقاء لابن عبدالبر، مناقب موفق المکی اورعام کتبِ حدیث وکتبِ تاریخ۔

اس قسم کی تمام کتابوں کی صرف وہی روایت قابلِ اعتماد ہوتی ہے، جس کتاب کامصنف بذاتِ خودثقہ وصدوق یعنی قابلِ اعتماد ہواورجس کی سند صاحبِ کتاب سے آخری قائل و فاعل یامتن تک متصل اور صحیح وحسن لذاتہ ہو۔

اگریہ شرطیں یاان میں سے ایک شرط مفقود ہوتوپھرایسی کتابوں سے کوئی روایت یاقول نقل کرکے جلداورصفحے کاحوالہ دینا بے فائدہ اورفضول ہے بلکہ مسلمانوں کودھوکادیناہے جو کہ شرعاًحرام ہے۔

اس تمہید کے بعدعرض ہے کہ محمدسرفرازخان صفدرکڑمنگی دیوبندی نے ''مقام ابی حنیفہ'' نامی کتاب میں کتابوں کاحوالہ دے کرامام ابوحنیفہ کی تعریف وتوثیق میں جوروایات لکھی ہیں، ان میں سے بہت سی روایات سنداً صحیح وثابت نہیں بلکہ موضوع، باطل، مردوداورضعیف ہیں۔ فی الحال ان میں سے بطورِنمونہ صرف دس روایات مع تحقیق پیشِ خدمت ہیں:

۱) سرفرازخان صفدرنے لکھاہے:

''محدث اسرائیلؒ فرماتےتھے کہ نعمانؒ بن ثابتؒ کیاہی خوب مردتھے جوہرایسی حدیث کے حافظ تھے جس میں فقہ ہوتی تھی اوراس کی وہ خوب بحث وتمحیص کیاکرتےتھے اوراس میں فقہ کی تہ تک پہنچتےتھے۔۔۔ (بغدادی جلد۱۳ص۳۳۹)'' (مقام ابی حنیفہ ص ۲۷، نیزدیکھئے ص ۱۱۲)

(۱)تاریخ بغداد (ج۱۳ص۳۳۹ ت ۷۲۹۷) اورکتاب: اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصمیری (ص۹) کی اس روایت کی سند میں ابوالعباس احمد بن محمد بن الصلت بن المغلس الحمانی المعروف بابن عطیہ راوی ہے، جس کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''کان ینزل المشرقیۃ ببغداد، رأیتہ فی سنۃ سبع وتسعین ومائتین۔۔۔ ومارأیت فی الکذابین اقل حیاء منہ''

وہ بغدادکے مشرقی محلے میں رہتاتھا، میں نے اسے ۲۹۷ (ہجری) میں دیکھا۔۔۔ میں نے جھوٹے لوگوں میں اتنا بے حیا (بے شرم جھوٹا) اورکوئی نہیں دیکھا۔ (الکامل لابن عدی ج ۱ص۲۰۲، دوسرانسخہ ج۱ص۳۶۷، ۳۶۸)

(۲) حافظ ابن حبان نے فرمایا: ''ابوالعباس من اہل بغدادیروی عن العراقیین، کان یضع الحدیث علیہم'' ابوالعباس اہلِ بغدادمیں سے ہے، وہ عراقیوں سے روایت کرتاتھا، وہ ان پر حدیث گھڑتاتھا۔ (کتاب المجروحین ج۱ص۱۵۳، دوسرانسخہ ج۱ص۱۶۸)

(۳) امام دارقطنی نے کہا: ''یضع الحدیث'' وہ حدیث گھڑتا تھا۔ (الضعفاء والمتروکون: ۵۹، سوالات الحاکم: ۳۴، تاریخ بغداد ج۵ ص۳۴ وسندہ صحیح)

(۴) امام ابن ابی الفوارس نے کہا: ''کان یضع'' وہ (حدیثیں) گھڑتا تھا۔ (تاریخ بغداد ج۴ ص۲۹ ت۱۸۹۶، وسندہ صحیح)

(۵) خطیب بغدادی نے کہا: اس نے حدیثیں بیان کیں، ان میں اکثر باطل ہیں، اس نے انھیں گھڑا تھا۔ (تاریخ بغداد ج۴ ص۲۰۷)

(۶) حافظ ابن الجوزی نے احمد بن الصلت کو حدیث کا چور قرار دیا۔

دیکھئے کتاب الموضوعات (ج۳ ص۱۱۸، دوسرا نسخہ ج۳ ص۳۴۱ ح۱۵۸۱)

(۷) حاکم نیشاپوری نے کہا: ''روی عن القعنبی ومسدد واسماعیل بن ابی اویس وبشر بن الولید احادیث وضعها، وقد وضع المتون ایضا مع کذبه فی لقی هولاء'' اس نے قعنبی، مسدد، اسماعیل بن ابی اویس اور بشدر بن الولید سے حدیث بیان کیں جنھیں اس نے گھڑا تھا، اس نے ان سے ملاقات کے جھوٹ کے علاوہ روایتوں کے متن بھی بنائے۔۔۔ (المدخل الی الصحیح ص۱۲۱ ت۱۹)

(۸) ابو نعیم اصبہانی نے کہا: وہ ابن ابی اویس، قعنبی اور ایسے شیوخ سے مشہور اور منکر روایتیں بیان کرتا تھا جن سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی تھی، وہ ''لاشیء'' کوئی چیز نہیں ہے۔ (کتاب الضعفاء لابی نعیم ص۶۵ ت۳۱)

(۹) احمد بن الصلت کے بارے میں حافظ ذہبی نے کہا: ''کان یضع الحدیث'' وہ حدیث گھڑتا تھا۔ (المغنی فی الضعفاء ج۱ ص۸۹ ت۴۲۶)

اور کہا: ''وضاع'' وہ حدیثیں گھڑنے والا تھا۔ (دیوان الضعفاء للذہبی ص۲۹ ج۱ ت۵۰)

ذہبی نے مزید کہا: ''کذاب وضاع'' الخ وہ جھوٹا، حدیثیں گھڑنے والا ہے۔ الخ (میزان الاعتدال ۱ ۱۴۰)

(۱۰) حافظ ابن کثیر الدمشقی نے احمد بن الصلت کے بارے میں کہا: ''احد الوضاعین للاحادیث'' وہ حدیث گھڑنے والوں میں سے ایک تھا۔ (البدایہ والنہایہ ج۱۲ ص۲۷ وفیات ۳۰۸ھ)

دس علماء کی ان گواہیوں سے معلوم ہوا کہ ابن الصلت الحمانی کذاب اور وضاع تھا۔

اس کذاب ووضاع کی روایت کو بطورِ حجت پیش کر کے سرفراز خان (صاحب) نے علمی و تحقیقی اور فنی کمال کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ کذب بیانی کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے۔

ثابت ہوا کہ انوار احمد اعجاز (؟) نے مذکورہ عبارت میں غلط بیانی سے کام لیا ہے اور اس کا یہ کہنا کہ ''برصغیر کے سبھی دینی مفکرین سے بے پناہ داد پائی'' بالکل جھوٹ اور افتراء ہے۔

اس کذاب اور وضاع (احمد بن الصلت الحمانی) پر دوسرے علماء نے بھی جرح کی ہے اور ابن ابی خیثمہ سے ابن الصلت (مذکور) کی توثیق و تعریف قطعاً ثابت نہیں ہے۔ نیز دیکھئے التنکیل بمافی تانیب الکوثری من الاباطیل (۱ ۱۷۰۔۱۷۳ ت۳۴)

۲) سرفراز خان صفدر نے لکھا:

''عبداللہؒ بن ادریسؒ ایک موقع پر امام ابوحنیفہؒ کی آمد پر ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے، اس پر اُن کے کچھ رفقاء نے جن میں امام ابوبکرؒ بن عیاشؒ بھی تھے معترض ہوئے کہ آپ اس

تخص کے لیے کیوں کھڑے ہوئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ کا پایہ علم میں بہت بلند ہے اگر میں ان کے علم کے لیے نہ کھڑا ہوتا تو ان کی عمر کے لحاظ سے کھڑا ہوتا اور اگر عمر کا لحاظ بھی نہ کرتا تو قمت لفقھہ (ان کی فقہ کے لیے کھڑا ہوتا)۔ اگر فقہ کے لیے بھی نہ کھڑا ہوتا تو ان کے زہد کے لیے کھڑا ہوتا۔ (تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۴۱)'' (مقام ابی حنیفہ ص ۷۵)

اس روایت میں ایک راوی ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید الھمدانی المعروف بابن عقدہ ہے، جس کے بارے میں امام دارقطنی نے فرمایا: ''وہ گندا آدمی تھا'' آپ اس کے رافضی ہونے کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ (دیکھئے تاریخ بغداد ۵ ۲۲، لسان المیزان ا ۲۶۴ ت ۸۱۷، اور میری کتاب: علمی مقالات ج ا ص ۴۷۷)

امام دارقطنی نے مزید فرمایا: وہ منکر روایتیں کثرت سے بیان کرتا ہے۔ (تاریخ بغداد ۵ ۲۲ وسندہ صحیح)

ابو عمر محمد بن العباس بن محمد بن زکریا البغدادی المعروف بابن حیویہ نے فرمایا: ابن عقدہ جامعہ براثا (بغداد) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یا (سیدنا) ابوبکر اور (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہما) کی برائیاں اور سب وشتم لکھواتا تھا، میں نے جب یہ دیکھا تو اس کی حدیث کو ترک کر دیا اور اس کے بعد میں اس سے کوئی چیز بھی روایت نہیں کرتا ہوں۔ (سوالات حمزہ السہمی: ۱۶۶، وسندہ صحیح)

محمد بن الحسین بن مکرم البغدادی البصری نے ایک سچا واقعہ بیان کیا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن عقدہ نے عثمان بن سعید البری رحمہ اللہ کے بیٹے کے گھر سے کتابیں چرالی تھیں۔ (دیکھئے الکامل فی الضعفاء لابن عدی ا ۲۰۹ وسندہ صحیح، علمی مقالات ج ا ص ۴۷۸)

یعنی ابن عقدہ چور تھا۔

ابن عقدہ کا استاذ ابو محمد عبداللہ بن ابراہیم بن قتیبہ الانصاری الکوفی مجہول الحال ہے، میرے علم کے مطابق کسی سے اس کی توثیق ثابت نہیں۔

اس کے مجرد ذکر کے لیے دیکھئے غایۃ النہایہ لابن الاثیر (ا ۴۰۳ ت ۱۷۱۶)

اس روایت کی سند میں ابراہیم بن البصیر نامعلوم ہے۔ اگر اس سے مراد ابراہیم بن النضر ہے تو وہ بھی مجہول ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ان شاء اللہ

اسماعیل بن حماد نام کے دو آدمی تھے:

(۱) اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان

(۲) دوسرا اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ الفقیہ۔

ثانی الذکر کو معتدل امام بن عدی نے ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔

دیکھئے الکامل لابن عدی (ا ۳۰۸، دوسرا نسخہ ا ۵۰۹۔۵۱۰)

اسے حافظ ابن الجوزی (الضعفاء والمتروکین ا ۱۱۰) اور حافظ ذہبی (دیوان الضعفاء ا ۸۳ ت ۳۹۴) دونوں نے اسے ضعفاء (ضعیف راویوں) میں درج کیا۔ حافظ ابن حجر نے بطورِ جزم امام مطین سے نقل کیا کہ وہ (اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ) قرآن کو مخلوق سمجھتا تھا اور کہتا تھا، یہ میرا دین ہے، میرے باپ اور میرے دادا کا دین ہے۔

امام مطین یا حافظ ابن حجر نے کہا: اس نے دونوں (باپ اور دادا) پر جھوٹ بولا ہے۔ (لسان المیزان ج ا ص ۳۹۹، دوسرا نسخہ ج ا ص ۶۱۸)

اخبار ابی حنیفہ للصیمری (ص ۷۳) میں اس روایت کی ایک اور سند ہے، جس کا جائزہ درج ذیل ہے:

اس کا پہلا راوی ابوالقاسم عبداللہ بن محمد (بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبید) المعدل (البختری الحلوانی الشاہد) کذاب تھا۔ محدث ازہری نے اس کے بارے میں کہا :

''ویضع الحدیث'' اور وہ حدیث گھڑتا تھا۔ (تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۱۳۷ ت ۵۲۷۷)

تفصیل کے لیے دیکھئے میزان الاعتدال (۲ ۴۹۷) اور لسان المیزان (۳ ۳۵۰۔ ۳۵۱، دوسرا نسخہ ۴ ۱۴۳۔ ۱۴۴)

امام دارقطنی وغیرہ محدثینِ بغداد نے اسے احادیث اور سندیں گھڑنے والا قرار دیا۔ (دیکھئے سوالات حمزہ السہمی : ۳۲۹)

عبدالصمد بن عبید اللہ الدلال اور عبداللہ بن ابراہیم بن قتیبہ دونوں کی توثیق نامعلوم ہے۔

ابراہیم بن النضر نامعلوم ہے اور اسماعیل بن حماد غیر متعین ہے جیسا کہ سابقہ روایت کی تحقیق میں گزر چکا ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ روایت بھی موضوع ہے۔

تنبیہ : امام عبداللہ بن دریس سے ان موضوع روایات کے برعکس امام ابوحنیفہ پر جرح ثابت ہے۔ دیکھئے کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی (۴ ۲۸۰ وسندہ صحیح) اور تاریخ بغداد (ج ۱۳ ص ۳۹۳ وسندہ صحیح)

۳) سرفراز خان صفدر نے لکھا ہے :

''ابو مسلم المستملیؒ نے امام ابوخالد یزیدؒ بن ہارونؒ سے دریافت کیا کہ آپ کی ابوحنیفہؒ اور ان کی کتابیں دیکھنے کے بارے میں کیا رائے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ :

اگر تم فقہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو ان کی کتابوں کو ضرور دیکھو کیونکہ میں نے فقہا میں سے کسی ایک کو بھی ایسا نہیں پایا جو ان کے قول کو دیکھنا ناپسند کرتا ہو۔'' (مقام ابی حنیفہ ص ۷۶ بحوالہ تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۲)

اس روایت میں احمد بن محمد بن الصلت الحمانی کذاب ہے۔ دیکھئے روایت نمبر ۱

عبداللہ بن محمد الحلوانی بھی کذاب ہے۔ دیکھئے روایت نمبر ۲

یعنی یہ روایت موضوع ہے۔

تنبیہ : امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ نے فرمایا : ''ادرکت الناس فما رأیت احدا اعقل ولا افضل ولا اورع من ابی حنیفۃ'' میں نے لوگوں کو دیکھا تو ابوحنیفہ سے زیادہ عقلمند، افضل اور زیادہ پرہیزگار دوسرا کوئی نہیں دیکھا۔ (تاریخ بغداد ۱۳ ۳۶۴ وسندہ صحیح، الاسانید الصحیحۃ فی اخبار الامام ابی حنیفہ قلمی ص ۴۷)

معلوم ہوا کہ امام یزید بن ہارون سے امام ابوحنیفہ کی تعریف ثابت ہے لیکن صریح توثیق ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔

۴) سرفراز خان صفدر نے کہا :

''امام عبداللہؒ بن المبارکؒ کے سامنے کسی شخص نے امام ابوحنیفہؒ کی شان میں گستاخی کی تو وہ شیرِ ببر کی طرح گرجتی ہوئی آواز میں فرمانے لگے ویحک۔ تعجب ہے تجھ پر تو اس شخص کی شان میں گستاخی کر رہا ہے جس نے پینتالیس سال پانچ نمازیں ایک وضو سے پڑھی ہیں اور جو رات کو پورا قرآن کریم دو رکعتوں میں ختم کرتا رہا ہے۔ (بغدادی ص ۳۵۵ ج ۱۳ و مناقب موفق ص ۲۳۶ ج ۱ و تبییض الصحیفہ ص ۳۵)'' (مقامِ ابی حنیفہ ص ۷۹، ۸۰)

مناقب موفق میں یہ روایت خطیب بغدادی کی سندومتن سے مذکور ہے اور تبییض الصحیفہ للسیوطی (ص ۱۱۴) میں بغیر سند اور بغیر حوالے کے لکھی ہوئی ہے لہٰذا تبییض کا حوالہ مردود ہے۔

تاریخ بغداداوراخبارابی حنیفہ واصحابہ للصیمری (ص ۷۷) کی اس روایت کے درج ذیل راویوں کی توثیق نامعلوم ہے :

(۱) منصور بن ہاشم (مجہول)

(۲) احمد بن ابراہیم (غیر متعین)

(۳) محمد بن سہل بن منصور المروزی (نامعلوم)

معلوم ہواکہ یہ روایت ان مجہول راویوں کی وجہ سے موضوع ہے۔

تنبیہ : امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے کہا : ''روایت افقہ الناس ۔ واما افقہ الناس فابو حنیفۃ'' اورمیں نے لوگوں میں سب سے بڑافقیہ دیکھا۔۔۔لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ ابوحنیفہ ہیں۔ (تاریخ بغداد ۱۳ ۳۴۲۔۳۴۳وسندہ صحیح)

ابن المبارک نے مزید کہا : جب سفیان (ثوری) اور ابوحنیفہ (کسی مسئلے پر) جمع ہوجائیں تو ان کے مقابلے میں فتویٰ دینے کےلیے کوئی شخص کھڑا ہوسکتا ہے؟ (تاریخ بغداد ۱۳ ۳۴۳وسندہ صحیح)

اورفرمایا : جب یہ دونوں یعنی ثوری اورابوحنیفہ کسی چیز پرجمع ہوجائیں تووہ چیز قوی ہے۔ (تاریخ بغداد ۱۳ ۳۴۳، الانتقاء ص ۱۳۲، وسندہ صحیح)

امام ابن المبارک نے کہا : اگرکسی کےلیے رائے سے بات کرنا مناسب ہوتا تووہ ابوحنیفہ کےلیے مناسب تھا کہ وہ رائے سے کہیں۔ (تاریخ بغداد ۱۳ ۳۴۳وسندہ صحیح)

ان تعریفی روایات میں صریح توثیق کا کوئی ذکر نہیں ہے اوردوسرے یہ کہ یہ تمام روایات دوسری صحیح روایات کی رو سے منسوخ ہیں۔

ثقہ و صدوق ابراہیم بن شماس فرماتے تھے : ابن المبارک نے اپنی وفات سے تھوڑے دن پہلے ابوحنیفہ کی حدیث کو کاٹ دیا تھا۔ (معرفۃ العلل والرجال لعبداللہ بن احمد بن حنبل ۲ ۱۴۳ ت ۱۷۴۹، وسندہ صحیح) نیز دیکھئے الاسانیدالصحیحہ (قلمی ص ۲۱۰تا۲۱۹)

نعمان بن ثابت پرامام عبداللہ بن المبارک کی صحیح وثابت جرح کےلیے دیکھئے الاسانیدالصحیحہ (قلمی ص ۲۱۰۔۲۱۹) الکامل لابن عدی (۷ ۲۴۷۴وسندہ صحیح) کتاب السنۃ لعبداللہ بن احمد بن حنبل (۳۴۶وسندہ صحیح) کتاب الثقات لابن حبان (۸ ۶۹۔۷۰وسندہ صحیح)

۵) سرفرازخان صفدرنے لکھا :

''نضرؒ بن شمیلؒ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ سے غافل اوربے خبر وخفتہ تھے۔ ابوحنیفہؒ نے ان کوجگایا ہے۔۔۔ (بغدادی جلد ۱۳ ص ۳۴۵)'' (مقام ابی حنیفہ ص ۸۱)

اس روایت میں احمد بن الصلت الحمانی کذاب ہے۔ دیکھئے یہی مضمون روایت نمبر ۱

۶) سرفرازخان صفدرنے لکھاہے :

''محمدؒ بن بشیرؒ کا بیان ہے کہ میں امام سفیان ثوریؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے پاس آتا جاتا رہتا تھا۔ تو جب میں سفیانؒ کے پاس حاضر ہوتا تو وہ فرماتے۔ تم کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا کہ ابوحنیفہؒ کے پاس سے آیا ہوں تو وہ فرماتے کہ: ۔۔۔ واقعی تم توزمین کے فقیہ ترانسان کے پاس سے آئے ہو۔۔۔ (بغدادی ص ۳۴۴ ج ۱۳)'' (مقام ابی حنیفہ ص ۸۰)

اس روایت میں عمر بن شہاب العبدی راوی ہے جس کے حالات کسی کتاب میں نہیں ملے اور نہ کسی سے اس کی توثیق ثابت ہے لہٰذا یہ مجہول ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ روایت عمر بن شہاب کے مجہول ہونے کی وجہ سے موضوع ہے اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے جرح کی متواتر روایات کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے منکر و مردود ہے۔

امام سفیان ثوری کی امام ابوحنیفہ پر جرح کی روایات کے لیے دیکھئے: معرفة العلل والرجال (۲ ۲۲۵ رقم ۱۶۲۲، وسندہ صحیح) تاریخ ابی زرعة الدمشقی (۱۳۳۶، وسندہ حسن) طبقات المحدثین باصبہان (۲ ۱۱۰، مخطوطہ ۱ ۱۱۰، وسندہ حسن) اور کتاب السنة لعبداللہ بن احمد (۱ ۱۹۵ ح ۲۷۸ وسندہ حسن)

۷) سرفراز خان صفدر نے کہا:

''امام صدرالائمہؒ مکیؒ اپنی سند کے ساتھ امام زفرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ:

بڑے بڑے محدثین مثلاً زکریاؒ ابن ابی زائدہ، عبدالملکؒ بن ابی سلیمان، لیث بن ابی سلیم، مطرفؒ بن طریفؒ اور حصینؒ بن عبدالرحمنؒ وغیرہ امام ابوحنیفہؒ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے اور ایسے (دقیق) مسائل ان سے دریافت کرتے تھے جو ان کو درپیش ہوتے تھے اور جس حدیث کے بارے میں ان کو اشتباہ ہوتا ہے اس کے متعلق بھی وہ ان سے سوال کرتے تھے۔ (مناقب موفق ج ۲ ص ۱۴۹)'' (مقام ابی حنیفہ ص ۱۱۳)

عرض ہے کہ صدرالائمہ موفق مکی معتزلی اور رافضی تھا۔ کردری حنفی نے کہا:

''وذکر صدر الائمة المکی اخطب الخطباء الخوارزمی المعتزلی القائل بتفضیل علی علی کل الصحابة'' یعنی موفق مکی معتزلی تھا، وہ تمام صحابہ پر علی (رضی اللہ عنہ) کی فضیلت کا قائل تھا۔ (مناقب الکردری ج ۱ ص ۸۸)

موفق رافضی معتزلی نے یہ روایت ابو محمد الحارثی (عبداللہ بن محمد بن یعقوب البخاری) سے نقل کی۔ دیکھئے مناقب الموفق (ج ۲ ص ۱۴۸)

ابو محمد الحارثی کے بارے میں ابواحمد الحافظ وغیرہ نے بتایا کہ وہ حدیث بناتا تھا۔ (کتاب القراءۃ للبیہقی ص ۱۵۴، دوسرا نسخہ ص ۱۷۸ ح ۳۸۸ وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے لسان المیزان (۳ ۳۴۸۔ ۳۴۹) اور میری کتاب: نورالعینین (ص ۴۳)

حارثی کا مزعوم استاد اسماعیل بن بشر مجہول ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی موضوع ہے۔

۸) سرفراز خان نے لکھا ہے:

''چنانچہ امام صدرالائمہ مکیؒ، امام حسنؒ بن زیادؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ نے چار ہزار حدیثیں روایت کی ہیں۔ دو ہزار صرف حمادؒ کے طریق سے اور دو ہزار باقی شیوخ سے۔ (مناقب موفق ج ۱ ص ۹۶)'' (مقام ابی حنیفہ ص ۱۱۶)

یہ روایت تین وجہ سے موضوع ہے :

اول : آلِ تقلید کا صدرالائمہ رافضی اور معتزلی تھا۔ دیکھئے روایت نمبر ۷

دوم : موفق رافضی و معتزلی اور حسن بن زیاد اللؤلؤی کے درمیان سند غائب ہے۔ اس رافضی کی پیدائش سے پہلے حسن بن زیاد مر گیا تھا لہٰذا اس روایت کی سند کہاں ہے ؟

سوم : حسن بن زیاد مشہور کذاب تھا۔ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا : اور حسن اللؤلؤی کذاب ہے۔ (تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری : ۱۷۶۵، میری کتاب : علمی مقالات ج ۲ ص ۳۳۷)

عبدالغفار دیوبندی (کذاب) نے لکھا ہے : ''سید الحفاظ یحییٰ بن معین الحنفی المقلد'' (دیوبندی رسالہ : قافلۂ حق ج ۳ شمارہ ۴ ص ۱۹)

امام یحییٰ بن معین نہ تو حنفی تھے اور نہ مقلد بلکہ ان کے بارے میں حاکم نیشا پوری نے کہا : اہلِ حدیث کے امام (المستدرک ج ۱ ص ۱۹۸ ح ۱۰۷، علمی مقالات ج ۱ ص ۱۶۴ فقرہ ۱۳)

نیز دیکھئے (ایک سوال کے جواب میں) میرا مضمون : امام یحییٰ بن معین اور توثیق ابی حنیفہ ؟ حسن بن زیاد کے بارے میں امام نسائی نے فرمایا : ''کذاب خبیث'' (الطبقات للنسائی آخر کتاب الضعفاء ص ۲۶۶، دوسرا نسخہ ص ۳۱۰)

یعقوب بن سفیان الفارسی نے کہا : ''الحسن اللؤلؤی کذاب'' (کتاب المعرفۃ والتاریخ ۳ / ۵۶)

امام یزید بن ہارون (جنھیں سرفراز خان صفدر نے الحافظ القدوہ اور شیخ الاسلام کہا ہے۔ دیکھئے مقام ابی حنیفہ ص ۶۷) نے حسن بن زیاد کے بارے میں فرمایا : کیا وہ مسلمان ہے ؟ (الضعفاء للعقیلی ج ۱ ص ۲۲۷ وسندہ صحیح، اخبار القضاۃ لابن حیان ۳ / ۱۸۹، وسندہ صحیح، علمی مقالات ج ۲ ص ۳۳۷) یہ شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا تھا اور امام سے پہلے سجدہ کرتا تھا، نیز ایک دفعہ نماز کے دوران میں سجدے میں ایک لڑکے کا بوسہ لے لیا اور اس حرکت کو ایک سچے امام نے دیکھا تھا۔

ایسے گندے کذاب کی روایت سے سرفراز خان کڑمنگی نے استدلال کرکے اپنے بارے میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ علم و تحقیق اور انصاف سے یہ شخص (سرفراز خان) بہت دور اور ترویج اکاذیب میں بہت مصروف تھا۔

۹) سرفراز خان صفدر نے لکھا ہے :

''امام وب زکریا یحییٰ بن معینؒ سے دریافت کیا گیا کہ : ۔ ۔ ۔ کیا امام ابوحنیفہؒ حدی میں سچے تھے ؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں سچے تھے۔ (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۴۹)'' (مقام ابی حنیفہ ص ۱۲۸)

جامع بیان العلم وفضلہ لبن عبدالبر میں یہ روایت محمد بن الحسین الازدی الموصلی الحافظ کے حوالے سے موجود ہے۔ اس ازدی کے بارے میں امام ابوبکر البرقانی نے اشارہ کیا کہ وہ ضعیف تھا۔ خطیب بغدادی نے کہا : اس کی حدیث میں غرائب اور منکر روایتیں ہیں، وہ حافظ تھا ۔ ۔ ۔ (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۲۴۴ ت ۷۰۹)

حافظ ذہبی نے اسے ضعیف راویوں میں ذکر کیا اور کہا : وہ منکر روایتیں اور غرائب بیان کرنے والا تھا، برقانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (دیوان الضعفاء والمتروکین ۲ / 292 ت ۳۶۷۲)

حافظ ابن حجر نے کہا : اور ازدی ضعیف ہے ۔ ۔ ۔ الخ (ہدی الساری ص ۳۸۶ ترجمۃ احمد بن شبیب)

نیز دیکھئے مضمون : امام یحییٰ بن معین اور توثیقِ ابی حنیفہ ؟ (ص ۱)

یہ شخص امام ابن معین کی وفات (۲۳۳ھ) کے ۱۴۱ سال بعد ۳۷۴ھ میں فوت ہوا۔

ازدی مذکور نے امام ابن معین تک کوئی سند بیان نہیں کی لہٰذا یہ بے سند و مجروح روایت موضوع ہے۔

۱۰) سرفراز خان نے کہا:

''حضرت روحؒ بن عبادۃؒ فرماتے ہیں کہ میں ۱۵۰ھ میں مشہور محدث ابنِ خریجؒ کے پاس تھا کہ اچانک حضرت امام ابوحنیفہؒ کی وفات کی خبر آگئی۔ ابن جریجؒ نے انا للہ الخ پڑھ کر صدمہ کے ساتھ یہ فرمایا کہ:

ای علم ذھب۔ (بغدادی ۱۳ ص ۳۳۸) کتنا با علم رخصت ہوگیا ہے۔'' (مقام ابی حنیفہ ص ۷۱، ۷۲)

اس روایت کا ایک راوی ابو محمد عبداللہ بن جابر بن عبداللہ الطرسوسی البزاز ہے، جس کے بارے میں ابواحمد الحاکم نے کہا: ''ذھب الحدیث۔۔۔ منکر الحدیث'' وہ حدیث میں گیا گزرا ہے۔۔۔ وہ منکر حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۹ ۱۵۹۔ ۱۶۰)

سیوطی نے عبداللہ بن جابر کی ایک روایت کو اللالی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ (۱ ۴۱۷) میں ذکر کیا ہے۔

اس طرسوسی کی توثیق نا معلوم ہے۔ اس کا شاگرد ابوالحسن احمد بن جعفر بن حمدان الطرسوسی ہے جس کی توثیق کہیں نہیں ملی یعنی وہ بھی مجہول تھا۔

خلاصہ یہ کہ یہ روایت موضوع ہے۔

یہ دس مثالیں بطورِ نمونہ اور تعارف پیش کی گئی ہیں ورنہ سرفراز خان کی اس کتاب اور دیگر کتابوں میں موضوع، ضعیف اور مردود روایات کثرت سے ہیں۔

ابن الندیم (محمد بن اسحاق بن محمد بن اسحاق بن الندیم الوراق) نام کا ایک رافضی معتزلی تھا۔ دیکھئے لسان المیزان (۵ ۷۲، دوسرا نسخہ ۵ ۷۰۷)

حافظ ابن حجر نے کہا: وہ غیر موثوق ہے یعنی ثقہ نہیں ہے۔ (ایضاً ص ۷۲)

پھر انھوں نے ابن الندیم کے مفتری (جھوٹے) ہونے کا ثبوت پیش کیا۔

دیکھئے لسان المیزان (ج ۵ ص ۷۳۔ ۷۴)

حافظ ذہبی نے کہا: ''الشیعی المعتزلی'' (تاریخ الاسلام ج ۲۷ ص ۳۹۸)

یاقوت الحموی نے کہا: ''وکان شیعیا معتزلیا'' وہ شیعہ معتزلی تھا۔ (معجم الادباء ج ۱۸ ص ۱۷ ت ۶)

صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی نے کہا: وہ شیعہ معتزلی تھا۔ (الوافی بالوفیات ج ۲ ص ۱۳۹ ت ۵۶۹)

اس شیعہ معتزلی رافضی کی توثیق کسی قابلِ اعتماد محدث سے ثابت نہیں ہے مگر سرفراز خان صفدر نے بار بار اس کے اقوال سے استدلال کیا۔ (دیکھئے مقامِ ابی حنیفہ ص ۸۲، ۱۰۸)
اور کہا: ''مشہور قدیم اور ثقہ مؤرخ امام ابوالفرج محمدؒ بن اسحاقؒ بن ندیمؒ۔۔۔'' (الکلام المفید فی اثبات التقلید ص ۲۴۳)

سبحان اللہ! دیوبندیوں کے رافضی معتزلی امام اور پھر اس پر سہاگا یہ کہ ثقہ بھی (؟!) مبارک ہو!

اسی ایک حوالے سے صاف ظاہر ہے کہ آلِ دیوبند کا اوڑھنا بچھونا کذب وافتراء اور تہمت برابریاء ہے ۔

سرفرازخان صفدر نے اس کتاب اور دوسری کتابوں میں ضعیف اور غیرثابت اقوال وروایات سے کثرت کے ساتھ استدلال کیا ہے ۔

اس سے ثابت ہوا کہ سرفرازخان صفدر کی کتابوں میں علمی و تحقیقی اور فنی کمالات کا کوئی مظاہر نہیں کیا گیا بلکہ جھوٹی روایات اور غیرثابت اقوال پھیلانے کا بہت بڑا مظاہرہ کیا گیا ہے لہٰذا عام مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے لوگوں سے بچ کر رہیں اور اپنی آخرت خراب نہ کریں ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج2ص375

محدث فتویٰ